Al-Azhār

ISSN (Print): 2519-6707

Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17

URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/467

Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i01.219

Title Sectarianism in Pakistan in the Light of Islamic Teachings

Author (s): Abdul Rahman and Dr. Fareedah Yousaf

Received on: 29 March, 2021

Accepted on: 29 July, 2021

Published on: 25 December, 2021

Citation: Abdul Rahman and Dr. Fareedah Yousaf , ""Sectarianism in Pakistan in the Light of Islamic Teachings,""" Al-Azhār: 7 no, 2 (2021):522-539

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات:اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Sectarianism in Pakistan in the Light of Islamic Teachings

*عبدالرحمن

**ڈاکٹر فریدہ یوسف

Abstract:

Sectarianism is a problem that creates difficult situation regarding the Sunni, Shia conflicts in Pakistan. This study deals with the scene and how did the current era of sectarianism in Pakistan come about and what were the most important steps that opened the doors of sectarianism in Pakistan and ultimately took the direction of Pakistan's economic impact. At the time of Pakistan's independence in 1947, many people have different sects. But beyond the concept of caste, color and race built on the concept of an independent state based on the same principles of Islam. After the death of Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah the adventurous leaders were politically weak and could not effectively manage the political affairs of this newly built country. This led to a series of conflicts based on religious grounds. The state elements of these conflicts were the Shia, Sunni community.This article will be helpful to reduce the Sunni-Shia contradictions.

Key words: Sunni, Shia, sectarianism

پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامک اسٹڈیز بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان

تعارف

فرقہ واریت پاکستان کے بنیادی مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے۔در حقیقت یہ کئی مسائل کی جڑ ہے پاکستان میں 1980سے 1990 کی دہائی میں فرقہ واریت کی وجہ سے ہزاروں لوگ قتل اور زخمی ہوئے۔اسی وجہ سے فرقہ واریت کے ساتھ ساتھ دہشت گردی نے نے جنم لیا۔فرقہ واریت کی وجہ سے نوجوان نسل کے ذہن بدل کر معاشی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنے۔ صنعتی اور علمی ترقی کی بجائے قیمتی سرمایہ فرقہ واریت کی نظر ہو گیا۔پاکستان میں فرقہ واریت کی وجہ سے غربت اور بے روزگاری میں اضافہ ہوا پاکستان جسے ترقی یافتہ ممالک کی صسف میں شامل ہونا تھا وہ اور ترقی کرنا تھی وہ ایسا نہ کر سکا۔ملک رواداری کی فضا سے ہمکنار نہ ہو سکا۔لغت کی کتاب مفردات القرآن میں فرق کے لغوی معنی''جدا کرنا'' ''علیحدہ کرنا ''اورالگ الگ ''کرنے کے بیان ہوئے ہیں۔[1] اسی طرح لغت کی کتاب القاموس میں لفظ فرقہ کے معنی" پھوٹ" کے بیان ہوئے ہیں۔[2]دوسرے الفاظ میں فرقہ کواس طرح بیان کیاجاسکتاہے کہ فرقہ کسی بھی مذہب،جماعت یا گروپ کا ذیلی حصہ ہوتاہے جو اپنے الگ خیالات و نظریات کی وجہ سے جاناجاتاہے۔

اصطلاح میں فرقہ واریت سے مراد''کسی جماعت یا اجتماعیت کا مختلف گروہوں میں تقسیم ہونا۔بڑے گروہوں کو فرقہ کہتے ہیں اور چھوٹے گروہوں کو طائفہ کہتے ہیں۔[3]ان معانی سے یہ واضح ہوا کہ فرقہ واریت کا مطلب الگ الگ گروہوں اور جماعتوں میں تقسیم ہوناہے اور چاہے یہ گروہ بندی نظریاتی ہو،عملی ہو یا عقلی،فرقہ واریت کہلائے گی۔

فرقہ واریت کی ممانعت از روئے قرآن مجید

قرآن مجید نے فرقہ واریت کی صرف مذمت ہی نہیں کی بلکہ فرقہ واریت سے سختی سے منع کیا اور فرقہ واریت میں پڑنے کے نقصانات سے بھی آگاہ کیاہے ذیل میں فرقہ واریت کی ممانعت میں جو آیات قرآن میں آئی ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں۔

وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوا وَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا۔[4]

"اور تھام لو اللہ کی رسی کو سب مل کر اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو اور یاد کرو اللہ کی اس مہربانی کو جو تم پر کی گئی تھی

جب کہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے پس الفت ڈال دی اللہ نے تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اللہ کی اس مہربانی سے بھائی بھائی۔"

اس آیت میں پہلے تو حکم دیا گیا ہے کہ حبل اللہ یعنی قرآن وسنت پر مجتمع اور متحد ہو جاؤ اس لیے کہ امت کی وحدت اور ملت کے اتحاد کی بنیاد یہی ہے۔اس کے بعد کہا گیا ہے کہ آپس میں پھوٹ نہ ڈالو فرقوں اور گروہوں میں اس طرح نہ بٹو کہ ملی اتحاد کا شیرازہ بکھر جائے اور تم اتحاد ملت کی بنیادوں پر متحد و مجتمع ہونے کی بجائے متفرق اور منتشر ہو جاؤ اس طرح دورِ جاہلیت کی حالت یاد دلائی گئی ہے کہ تمہارے درمیان دشمنیاں اور گروہ بندیاں تھیں اور قبائل و گروہی عداوتیں اور عصبیتیں تھیں جو اسلام آنے سے ختم ہو گئیں اور تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے تو اب اسلام لانے کے بعد اور دین واحد پر متحد ہو جانے کے بعد اگر دوبارہ تم نے اتحاد ملت کی بنیادوں کو نظر انداز کر کے باہمی تفرق کی روش اختیار کی اور وہی پرانی قبائلی گروہ بندیاں اور دشمنیاں شروع کر دیں تو اخوت والفت کی نعمت سے محروم ہو جاؤ گے۔اس آیت کے شان نزول اور سیاق وسباق اور کلمات کے معانی تینوں سے ثابت ہوتا ہے کہ اس جگہ تفرق سے مراد وہ گروہ بندی اور فرقہ بندی ہے جو صرف حسد وعناد اور گروہی عصبیت پر مبنی ہو۔محمد بن جریر طبری نے بھی اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے:[5]

کہ تم اللہ کے دین سے الگ نہ رہو اور اللہ سے کیئے گئے عہد سے جو اس نے اپنی کتاب میں ہم سے لیا ہے کہ آپس میں محبت کا رویہ اختیار کرو اور اللہ ورسول ﷺ کی اطاعت پر اکٹھے ہو جاؤ اور فرقہ بندیوں کا شکار نہ ہو جاؤ۔

'حبل' کے معنی رسی کے ہیں۔اپنے اسی معنی سے ترقی کرکے یہ لفظ تعلق اور ربط کے مفہوم میں استعمال ہوا ہے اس لیے کہ رسی دو چیزوں میں ربط و تعلق کا ذریعہ ہوتی ہے۔پھر مزید ترقی کر کے یہ لفظ معاہدہ کے مفہوم میں بھی استعمال ہونے لگا اس لیے کہ رسی جس طرح دو چیزوں کو ایک ساتھ باندھ دیتی ہے اسی طرح معاہدہ بھی دو قوموں کو ایک دوسرے سے باندھ دیتا ہے۔معاہدہ کے مفہوم میں یہ لفظ خود قرآن میں استعمال ہوا ہے "الا بحبل من اللہ و حبل من الناس" (مگر اللہ کے اور لوگوں کے کسی معاہدے کے تحت)۔آیت زیر بحث میں حبل سے مراد قرآن ہے اس لیے کہ یہی ہمارے رب اور ہمارے درمیان ایک عہد و میثاق ہے۔خدا کو مضبوطی سے پکڑنا ظاہر ہے کہ اپنے ظاہری مفہوم میں نہیں ہے اس لیے کہ خدا چھونے اور پکڑنے کی چیز نہیں۔اس کو مضبوطی سے پکڑنے کی شکل یہی ہو سکتی ہے کہ ہم اس کتاب کو مضبوطی سے پکڑیں جو ہمارے اور اس کے درمیان واسطہ ہے۔گویا اوپر والی آیت میں ومن یعتصم باللہ جو

فرمایا تھا، واعتصموا بحبل اللہ کے الفاظ سے اس کی وضاحت فرمائی "رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا، اللہ کی کتاب ہی اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک خدا اور اس کے بندوں کے درمیان تنی ہوئی ہے۔ گویا یہی چیز ہے جو بندوں کو خدا سے جوڑتی ہے۔ جس نے اس کو تھام لیا، گویا خدا کو تھام لیا۔ سلف میں سے جو لوگ حبل اللہ کی تعبیر عہد اللہ سے کرتے ہیں وہ بھی درحقیقت حبل اللہ سے قرآن ہی کو مراد لیتے ہیں، اس لیے کہ ہمارے اور ہمارے رب کے درمیان معاہدہ کی حیثیت قرآن ہی کو حاصل ہے۔ قرآن اور دوسرے آسمانی صحیفوں کو میثاق اور عہد سے اسی بنا پر تعبیر کیا گیا ہے۔

مضبوط پکڑنے کے ساتھ ساتھ "جمیعاً" کی تاکید اور "ولا تفرقوا" کی نہی نے یہ بات واضح کردی ہے کہ یہ چیز جماعتی حیثیت سے مطلوب ہے۔ سب مل کر اس کو مضبوطی سے تھامیں۔ اسی حبل اللہ سے مسلمانوں کی شیرازہ بندی ہوئی ہے، اس کو چھوڑ کر وہ اپنے شیرازے کو پراگندہ نہ کریں۔ اگر اس کے ساتھ تعلق میں ضعف پیدا ہوگیا، اس کی جگہ انھوں نے دوسری رسیوں کا سہارا لے لیا اور حق و باطل کے جانچنے کے اس سے الگ کچھ معیارات بنا لیے تو وہ بھی اسی طرح پراگندہ ہو جائیں گے جس طرح یہود و نصاری پراگندہ ہوگئے۔ اس کے بعد اس عظیم احسان کی یاد دہانی کرائی ہے جو اس کتاب کے ذریعہ سے عرب قوم پر ہوا۔ اس کتاب کے نزول سے پہلے عرب کا ہر قبیلہ دوسرے قبیلے کا دشمن تھا۔ ان میں باہم خونریز جنگیں برپا رہتی تھیں۔ ان کے دیوتا الگ الگ اور ان کے اغراض و مفادات باہم متصادم تھے۔ لیکن اس حبل اللہ نے ان کو ایک رشتہ میں پرو کر ان کو موتیوں کی لڑی بنا دیا اور وہ جو ایک دوسرے کے جانی دشمن تھے ایک دوسرے کے جگری دوست اور غمخوار بھائی بن گئے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اس حالت کو باقی رکھنا چاہتے ہو تو اس حبل اللہ کے ساتھ اپنی وابستگی کو برابر قرار رکھو۔ اگر یہ رشتہ کمزور ہوا تو پھر وہی جاہلیت کی حالت لوٹ آئے گی جس میں اس سے پہلے مبتلا تھے۔ تم تباہی کے گڑھے کے بالکل کنارے پر کھڑے تھے۔ خدا نے تم کو اس سے بچایا ہے۔ اس کو چھوڑ کر پھر اسی گڑھے میں گرنے کا سامان نہ کرلینا۔

چونکہ یہ مقام بہت اہم ہے، جو ہدایات یہاں دی جارہی ہیں وہ مسلمانوں کے مستقبل سے بڑا گہرا تعلق رکھنے والی ہیں، ان میں معمولی غلطی یا غلط فہمی بھی بڑے ہولناک فتنوں کے دروازے کھول سکتی تھی، اس وجہ سے یہاں، جیسا کہ اوپر کے سلسلہ کلام سے واضح ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنی ہدایات بڑی وضاحت سے بیان فرمائی ہیں تاکہ کسی گمراہی کے لیے کوئی وجہ باقی نہ رہے۔

قرآن مجید نے فرقہ واریت اور مسلمانوں کی آپس میں گروہ بندی کے نقصانات کو یوں بیان کیا ہے فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

وَاَطِيْعُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ [6]

"اور اللہ کی اور اس کے رسول کی فرماں برداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر وسہار رکھو یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالی نے تفرقہ اور اختلاف کے نقصانات بیان کیے ہیں وہ درج ذیل ہیں:

1. بزدل ہو جاؤ گے 2. ہوا اکھڑ جائے گی (قوت جاتی رہے گی)

الغرض فرقہ واریت کے بے شمار نقصانات ہیں جن کا آجکل امت مسلمہ کو سامنا ہے اور آج پوری دنیا میں ہر کہیں مسلمان ہی ذلیل ورسوا ہو رہے ہیں اور یہ سب کا سب تفرقہ بازی ہی کی وجہ سے ہے آج بھی اگر مسلمان متحدہ جائیں اور اللہ کی رسی مضبوطی سے تھام لیں تو تاریخ ایک بار پھر اپنے آپ کو دہرا سکتی ہے اور مسلمانوں کے عظمت رفتہ بحال ہو سکتی ہے۔

فرقہ واریت سے متعلق احادیث وآثار کا مطالعہ

پیغمبرِ آخر الزماں ﷺ کی طرف سے اہلِ ایمان کے درمیان اتحاد واتفاق کے سلسلے کئی فرامین وارد ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں چند ایک یہ ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا:

الناسُ کلُّہم سواء کاسنان المشط۔[7] "سارے انسان کنگھی کے دانت کی طرح مساوی وبرابر ہیں۔"

آپ ﷺ نے مزید تاکید فرمائی کہ:

ان اموالکم و اعراضکم و دمائکم۔ ۔ ۔ حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا ۔ [8]

"اے لوگو! تمہارے اموال، تمہاری ناموسیں، تمہارا خون۔۔۔ سب تم پر حرام ہیں ویسے ہی جیسا کہ آج یہ مہینے (ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم الحرام وغیرہ) اور یہ شہر قابل احترام ہیں۔

اس حدیث مبارکہ میں جو کہ آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمائی کہ مسلمانوں کا خون بہانہ حرام ہے اس کے ساتھ ساتھ ان کا مال، عزت کو دوسرے مسلمان کے لیئے قطعی حرام ٹھہرایا تو آج کس طرح کسی دوسرے مسلمان کا خون بہایا جا سکتا ہے۔ اسلام میں کسی ایک بھی مسلمان کا ناحق قتل پوری انسانیت کا قتل قرار دیا گیا تو آج کسی طرح بھی دوسرے مسلمان کو ناحق قتل نہیں کیا جا سکتا ہے نہ کسی سے تعصب رکھا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ نے ایک اور مقام پر آپس میں تعصب رکھنے سے یوں منع فرمایا:

لیس منا من دعا عصبیۃ و لیس منا من قاتل علی عصبیۃ و لیس منا من مات علی عصبیۃ۔ [9]

"وہ ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب رکھتا ہو اور وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب کی بنا پر لڑائی جھگڑا کرے اور وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب رکھنے کی حالت میں ہی اس دنیا سے چلا جائے"۔

اس حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو آپس میں تعصب رکھنے سے نہ صرف منع فرمایا بلکہ فرمایا کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی اس کا اسلام سے بھی تعلق نہیں اسی طرح فرمایا کہ ایسا شخص جو لڑائی جھگڑا کرتا ہے محض تعصب کی بنا پر تو وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے۔ مزید فرمایا کی جو بندہ کسی مسلمان سے تعصب رکھتا ہو اور وہ اسی حالت میں مر گیا تو ایسے شخص کا مسلمانوں اور اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آپ ﷺ نے ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا کہ مومن آپس میں ایک دوسرے سے باہمی محبت والفت رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کی بھلائی چاہتے ہیں جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

المؤمنون بعضهم لبعض نصحة وادّون وان افترقت منازلهم و ابدانهم والفجرة بعضهم لبعض غششة يتخاذلون وان اجتمعت منازلهم وابدانهم۔ [10]

"ایمان والے ایک دوسرے کی بھلائی اور خیر خواہی چاہتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مؤدت سے پیش آتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور جسم ایک دوسرے سے جدا ہی کیوں نہ ہوں لیکن بے ایمان افراد ایک دوسرے کا بُرا چاہتے ہیں اور ایک دوسرے کی مدد کرنے سے دور رہتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور جسم ایک ہی ساتھ کیوں نہ ہوں۔" [11]

امت مسلمہ کے درمیان ہر قسم کا اختلاف آپ ﷺ کے لیے پریشانی کا باعث تھا۔ محقق علماء کرام نے نقل کیا ہے کہ "شاس بن قیس" نامی شخص جو زمانہ جاہلیت کا پروردہ اور مسلمانوں کے بارے

میں اس کے دل میں حسد و کینہ ٹھاٹھیں مارتا رہتا تھا اس نے ایک یہودی جوان کو تیار کیا تاکہ اسلام کے دو بڑے قبیلوں اوس و خزرج کے درمیان اختلاف پیدا کرے۔اس یہودی نے دونوں قبیلوں کے افراد کو زمانہ جاہلیت میں ان کے درمیان ہونے والی جنگوں کی یاد دہانی کروا کر ان کے درمیان آتش فتنہ روشن کر دی یہاں تک کہ دونوں قبیلے ننگی تلواریں لے کر ایک دوسرے کے سامنے آ کھڑے ہوئے پیغمبر اسلام ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ملی تو انصار و مہاجرین کے ایک گروہ کے ہمراہ لڑائی کے مقام پر پہنچے اور فرمایا:

یا معشرالمسلمین الله ابدعوی الجاهلية ---- مطیعین قداطفا الله عنهم کید عدوالله شاس۔[12]

"اے مسلمانو! کیا تم نے خدا کو فراموش کر ڈالا اور جاہلیت کے شعار بلند کرنے لگے ہو جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوں۔ اللہ نے تمھیں نور اسلام کی طرف ہدایت کر کے مقام عطا کیا، جاہلیت کے فتنوں کو ختم کر کے تمھیں کفر سے نجات دی اور تمہارے درمیان الفت و برادری برقرار کی کیا تم دوبارہ کفر کی طرف پلٹنا چاہتے ہو؟پیغمبر ﷺ کے اس خطاب سے وہ لوگ سمجھ گئے کہ یہ ایک شیطانی سازش ہے اپنے اس عمل پر پشیمان ہوئے،اسلحہ زمین پر رکھ دیا اور آنسو بہاتے ہوئے ایک دوسرے کو گلے لگا کر اظہار محبت کرنے لگے اور پھر پیغمبر اکرم ﷺ کی ہمراہی میں اپنے اپنے گھروں کی طرف واپس پلٹ گئے۔[13]

آپ ﷺ کے سامنے جب بھی کوئی ایسی بات آئی جس میں گروہ بندی کا یا باہمی اختلاف کا خدشہ تھا تو آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا۔ نبی کریم ﷺ صفیں سیدھی کرواتے ہوئے فرماتے۔

اِسْتَوُوْا وَلَا تَخْتَلِفُوْا فَتَخْتَلِفَ قُلُوْبُكُمْ[14] "برابر ہو جاؤ اور آگے پیچھے نہ ہونا اس سے تمہارے دل بھی دور ہو جائیں گے۔"

اسی طرح سیدنا جابر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے تو ہمیں مختلف حلقوں میں بیٹھے دیکھا تو فرمانے لگے۔

مَا لِيْ أَرَاكُمْ عِزِيْنَ۔[15] "مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں مختلف گروہوں میں دیکھ رہا ہوں۔"

اس حدیث مبارکہ میں کہ جس میں آپ ﷺ نے صحابہ کو الگ الگ حلقوں میں بیٹھے دیکھا تو اس منع فرمایا اور اس بات سے متنبع فرمایا کہ ایسا کروگے تو جدا جدا ہو جاؤگے۔ایک اور حدیث میں جو کہ سیدنا ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالتے تو صحابہ کرام وادیوں اور گھاٹیوں میں بکھر جاتے، چنانچہ آپ ﷺ نے فرمایا:

وَإِنَّ تَفَرُّقَكُمْ فِيْ هٰذِهِ الشِّعَابِ وَالْأَوْدِيَةِ إِنَّمَا ذَلِكُمْ مِنَ الشَّيْطَانِ ۔ [16]

"یقیناً تمہارا ان گھاٹیوں اور وادیوں میں بکھر جانا شیطان کی طرف سے ہے۔"

اس فرمان کے بعد جب کبھی صحابہ کرام کہیں پڑاؤ ڈالتے تو آپس میں اس طرح جڑ کر بیٹھتے کہ یہ محاورہ صادق آتا کہ ان پر ایک چادر پھیلا دی جائے تو سب اس کے نیچے آجائیں۔

فرمانِ نبوی ﷺ ہے: أَلاَ إِنَّ مَنْ قَبْلَكُمْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ افْتَرَقُوا عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَإِنَّ هٰذِهِ الْمِلَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلَى ثَلاَثٍ وَسَبْعِينَ ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِى النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِى الْجَنَّةِ وَهِىَ الْجَمَاعَةُ ۔ [17]

"خبردار! تم سے پہلے کے اہل کتاب 72 فرقوں میں بٹے اور یہ ملت 73 فرقوں میں تقسیم ہو گی۔ان میں 72 جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں۔اور جنت میں جانے والے وہ ہیں جو (بٹے نہیں بلکہ) جماعت کی صورت میں ہوں گے۔"

جماعت کے متعلق فرمایا کہ وہ: «مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي» "جس (طریقے) پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔"

درج بالا احادیث کا جائزہ لیں تو فرقہ واریت سے ممانعت اور اتحاد و وحدت کا یہ مفہوم سامنے آتا ہے کہ ایک مسلمان کا دوسرے سے اُلفت و محبت سے سرشار دِلی تعلق ہو۔سب قرآن و سنت پر جمع ہو جائیں۔سب کی ایک ہی سوچ ہو کہ محض قرآن و سنت کی اطاعت اور اتباع ہی کرنی ہے اور فرقہ واریت کو ترک کر کے آپس میں علمی اختلاف قائم کیا جائے اور اختلافات کا حل بھی کتاب اللہ اور سنت رسول ہی سے کیا جا سکتا ہے اور سب مل کر اللہ کی رسی کو تھام لیں۔

اگر کسی کا اجتہاد مختلف ہے تو اس سے مسلمانوں کے اتحاد پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور اس کو اس کا اجتہاد سمجھ کر قبول کر لیا جاتا ہے۔ صحیح اجتہاد کرنے والے کو دو اجر اور اجتہاد میں خلوصِ نیت اور علم کے باوجود غلطی کرنے والے کو ایک اجر ملتا ہے۔

صحابہ کرام کے دور میں ایک دوسرے سے اختلاف کے باعث الگ مساجد نہیں بنتی تھیں، نہ مسلک وجود میں آتے تھے کیونکہ وہ قرآن وسنت کی تعلیمات سے بخوبی آشنا تھے۔

احادیث مبارکہ میں قرآنِ مجید کو واضح طور پر اللہ کی رسی قرار دیا گیا ہے۔ جو مسلمان اسے تھامے ہوئے ہیں، وہ دنیا کے کسی بھی خطے میں ہوں اور کسی بھی رنگ و نسل سے تعلق رکھتے ہوں وہ متحد سمجھے جائیں گے، اس کے برعکس ظاہری طور پر ایک ہی جماعت سے منسلک لوگ اگر "حبل اللہ" کو نہیں تھامتے تو قرآن کی رو سے وہ متحد نہیں ہیں بلکہ 'متفرق' ہیں۔ اس سے یہ بھی پتہ چلا کہ اتحاد برائے اتحاد کا ایک مرکز و محور ہے جو قرآن وسنت اور حبل اللہ یعنی اللہ کی رسی ہے۔ اور یہی بات قرآن مجید اور نبی کریم ﷺ نے فرمائی ہے جیسا کہ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللہِ سے واضح ہے۔ وہی شرعی اتحاد کہلائے گا جس میں مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي۔[18] کے ضابطے کا خیال رکھا جائے۔

سابقہ قوموں میں اختلاف اس وقت رونما ہوا جب اُنہیں علم سے نوازا گیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ علم کی وجہ سے اختلاف وافتراق ختم ہو مگر راستے سے ہٹی قوموں نے اسے ہی افتراق و انتشار کا باعث بنا لیا اور اُمتِ مسلمہ بھی ان کی پیروی میں کسی سے کم نہیں۔ گویا خود ساختہ، انسانی نظریات مفادات کے سانچوں کے ڈھلے ہوتے ہیں، ان کی بنا پر کبھی حقیقی اتحاد نہیں ہو سکتا۔

احادیث میں باہمی افتراق اور فرقہ بندی کے لیے 'تفرق' کا مادہ استعمال ہوا ہے جس کے معنٰی ہیں جان بوجھ کر جدا جدا ہونا، جدا ہونے کے لیے کوشش کرنا، دلائل تلاش کرنا، عصبیت کو ابھارنا اور مختلف فیہ امور کو ہوا دینا۔ مگر آپ ﷺ کے سامنے جب بھی کوئی ایسی بات آئی جس میں گروہ بندی کا یا باہمی اختلاف کا خدشہ تھا تو آپ ﷺ نے سختی سے منع فرمایا۔ پیچھے گزر چکا ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن مسعودؓ نے کسی شخص سے قراءت سنی تو وہ اس سے مختلف تھی جو آپ ﷺ سے عبداللہ ابن مسعودؓ نے خود سنی تھی۔ عبداللہ ابن مسعودؓ نے اس شخص کو آپ ﷺ کی خدمت میں لے آئے۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ معاملہ آپ کے گوش گزار کیا تو آپ کے چہرہ انور

پر ناپسندیدگی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ یہ تو الفاظ کا فرق تھا اور دونوں قراءتیں آپ ﷺ ہی نے پڑھائی تھیں، پھر بھی اس قدر متنبہ فرمایا تو کیا خیال ہے جو مفہوم کے فرق سے آپس میں جدا جدا ہو جاتے ہیں اور اسے ہوا دیتے ہیں اور نفرتوں کے بیج بوتے ہیں۔

نبی ﷺ نے صحابہ کرام کو وقتی طور پر بھی علیحدہ علیحدہ بیٹھنے کو مناسب نہیں سمجھا۔ایک ہی مسجد ہے،ایک ہی ذہن کے لوگ ہیں اور ایک ہی عمل کو اختیار کرنے والے ہیں۔ درمیان میں کوئی دیوار نہیں کھڑی کی،ایک دوسرے کے خلاف محاذ آرائی نہیں ہے۔

فرقہ واریت کی اقسام:

قاضی ابو بکر ابن العربی نے تفرق ممنوع اور اختلاف ممنوع کی تین قسمیں بیان کی ہیں جو ملی اتحاد کو نقصان پہنچاتی ہیں۔

1: ایک قسم وہ اختلاف جو حسد و عناد اور قبائلی و علاقائی یا گروہی عصبیت پر مبنی ہو کسی علمی تحقیق اور دلیل یا مذہبی عقیدے پر مبنی نہ ہو۔

2: دوسری قسم اسلام کے بنیادی عقائد سے جان بوجھ کر انکار کرنا،اختلاف کرنا۔یہ اختلاف وانکار چونکہ لاعلمی کی وجہ سے نہیں کیا جاتا بلکہ جان بوجھ کر کیا جاتا ہے۔اس کی اصل وجہ بھی حسد و عناد اور خود سری و سرکشی ہوتی ہے۔

اس نوع کے تفرق کا ذکر سورۃ الشوریٰ کی آیت نمبر 11 اور 12 میں یوں ہوا ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ .... لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ۔ [19]

ان آیات سے واضح ہو رہا ہے کہ انبیاء اور ان کی امتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ دین کو قائم رکھو۔ و لا تفرقوا فیہ ۔اور اس دین میں تفرقہ اور اختلاف نہ ڈالو یعنی سب مل کر اس پر ایمان لاؤ۔اس پر عمل کرو،اس کو قائم کرو اور اگر قائم ہے تو قائم رکھو اس کے بعد فرمایا گیا ہے کہ جس دین کی دعوت تم دیتے ہو وہ مشرکین پر بھاری اور ناگوار ہے لیکن جو لوگ حق کی طرف رجوع کرنے والے ہوتے ہیں اور حق و صداقت کے متلاشی ہوتے ہیں ان کو اللہ تعالیٰ چن کر اس دین کے پاس لے آئے گا اور وہ ایمان لے آئیں گے اور اقامت دین کے لیے جدوجہد شروع کر دیں گے۔ پھر اختلاف وانکار کی اصل وجہ پر متنبہ کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ:

وَ مَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۔

اور تفرقہ اور اختلاف نہیں ڈالا،انہوں نے مگر ان کے پاس علم آجانے کے بعد ڈالا محض آپس کی ضد

کی وجہ سے۔"یعنی توحید پر مبنی دین اسلام سے اختلاف کرنے والوں کا یہ اختلاف غلط فہمی اور لاعلمی پر مبنی نہیں ہے بلکہ اس اختلاف وانکار کا باعث اور اصل وجہ صرف نفسانیت،عداوت اور بغاوت ہے۔اس قسم کے تفرق کا ذکر قرآن میں اس طرح بھی ہوا ہے کہ:

وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَ اخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۔20

"اور تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو بنو، جنہوں نے پھوٹ ڈالی اور اختلاف کیا باوجود اس کے کہ ان کے پاس کھلی دلیلیں آگئی تھیں اور یہی لوگ ہیں جن کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

3: تیسری قسم تفرق کی وہ ہے کہ فروعی اور اجتہادی مسائل میں ایک دوسرے سے براءت اور قطع تعلق کیا جائے اور ایک دوسرے کی تفسیق وتذلیل کی جائے یہ بھی ممنوع ہے۔

اس لیے کہ آراء کا یہ اختلاف قرآن وسنت کی تعبیر میں ہے اور تعبیر واجتہاد کا اختلاف امت کی وحدت کے منافی نہیں ہے تو جو شخص اور گروہ اس نوع کے اجتہادی اور تعبیر کے اختلاف کو فرقہ واریت اور گروہ بندی کا ذریعہ بناتا ہے اور مخالف رائے رکھنے والوں کی تذلیل و تفسیق اور تحقیر کرتا ہے وہ قابل مذمت ہے۔

پاکستان میں فرقہ وارانہ فسادات

قیام پاکستان کے بعد ہی فرقہ وارانہ فسادات شروع ہوگئے۔1949ء میں چوٹی زیریں اور 1950ء میں نارووال میں عزاداروں پر حملے ہوئے۔ 1951ء میں پنجاب اسمبلی کے الیکشن میں شیعہ امیدواروں کے خلاف فرقہ وارانہ بنیادوں پر مہم چلائی گئی اور انہیں کافر قرار دیا۔[21]

24 جنوری 1951ء میں کراچی میں علماء نے پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے لیے 22 نکات ترتیب دیئے اور اس جلسے میں شیعہ علماء کو بھی شامل کیا گیا۔ 1953ء میں قادیانیوں کے خلاف چلنے والی مہم میں بھی شیعہ علماء شامل کئے گئے۔

فرقہ وارانہ تشدد کا دوبارہ آغاز 1955ء میں ہوا جب پنجاب میں پچیس مقامات پر عزاداری کے جلوسوں اور امام بارگاہوں پر حملے کئے گئے جن میں سینکڑوں لوگ زخمی ہوئے[22]۔کراچی میں ایک بلتی امام بارگاہ پر حملہ ہوا اور بارہ افراد شدید زخمی ہوگئے۔ 1957ء میں ملتان کے ضلع مظفر گڑھ کے گاؤں سیت پور میں محرم کے جلوس پر حملہ کرکے تین عزاداروں کو قتل کیا کر دیا گیا۔ حکومت کی طرف سے عدالتی کمیشن قائم کیا گیا اور

اس واردات میں ملوث پانچ افراد کو سزائے موت دی گئی۔ اسی سال احمد پور شرقی میں عزاداری کے جلوس پر پتھراؤ کے نتیجے میں ایک شخص جاں بحق اور تین شدید زخمی ہوئے۔ جون 1958ء میں بھکر میں ایک شیعہ خطیب آغا محسنؒ کو قتل کر دیا گیا [23]۔

پاکستان کی ابتدائی تاریخ میں 1963ء کا سال سے سب زیادہ خونریز ثابت ہوا۔ اسی سال جنرل ایوب نے مذہبی سیاسی جماعتوں کے بعض مطالبات تسلیم کئے تھے۔ 3 جون 1963ء کو بھاٹی دروازہ لاہور میں عزداری کے جلوس پر پتھروں اور چاقوؤں سے حملہ کیا گیا جس کے نتیجے میں دو عزادار قتل اور سو کے قریب زخمی ہوئے۔ [24]
نارووال، چنیوٹ اور کوئٹہ میں بھی عزاداروں پر حملے ہوئے۔ اس سال دہشت گردی کی بدترین واردات سندھ کے ضلع خیر پور کے گاؤں "ٹھیری" میں پیش آئی جہاں سرکاری اعداد و شمار کے مطابق عاشورہ کے دن 120 عزاداروں کو کلہاڑیوں اور تلواروں کی مدد سے ذبح کیا گیا۔ [25]

11 جولائی 1967ء کو مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے جنازے پر ایک شدت پسند گروہ نے پتھراؤ شروع کر دیا۔ جس کے خلاف پولیس کو آنسو گیس کا استعمال کرنا پڑا۔ ان کی پہلی نماز جنازہ ان کے اپنے مسلک یعنی اثنا عشری شیعہ، کے مطابق ہوئی لیکن عوام میں سنی جنازہ پڑھانے کے لیے بڑی مشکل سے بدایونی نامی عالم راضی ہوئے تھے۔ جنرل ایوب خان نے اپنی یاداشتوں میں اس ہنگامے کا ذکر کیا ہے۔ [26] ساٹھ اور ستر کی دہائیوں میں جھنگ، کراچی، لاہور، چکوال، ڈیرہ غازی خان، ملتان، شیخوپورہ، پاراچنار اور گلگت میں عزاداروں پر حملے ہوئے۔ محرم، فروری 1978ء میں لاہور میں 8 جبکہ کراچی میں 14 شیعہ قتل ہوئے۔ [27]

1981ء میں کُرم ایجنسی کے سارے قبائل نے افغان مہاجرین کیساتھ مل کر پاراچنار کے راستے پر موجود قصبہ "صدہ" میں شیعہ آبادی پر ہلہ بول دیا اور شیعوں کو مکمل طور پر بے دخل کر دیا۔ کیونکہ اس وقت تک انگریزوں کے زمانے میں تشکیل دی گئی۔ کرم ملیشیا وادی کرم میں موجود تھی لہٰذا جنگ صدہ تک ہی محدود رہی اور ایجنسی کے دیگر علاقوں تک پھیلنے نہ دی گئی۔

1983ء میں کراچی میں شیعہ آبادیوں پر حملے ہوئے جن میں ساٹھ افراد شہید کر دیے گئے۔ 5 جولائی 1985ء کو کوئٹہ میں دہشتگردوں نے اپنے دو پولیس والے سہولت کاروں کے ہمراہ پولیس کی وردیاں پہن کر شیعوں کے احتجاجی جلوس پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں 25 شیعہ قتل ہوئے۔ البتہ چونکہ یہ دوبدو مقابلے کی

کوشش کی، لہٰذا 11 دہشت گرد جوابی کاروائی میں ہلاک ہوگئے۔ پولیس کے ریکارڈ کے مطابق ہلاک شدگان میں سے دو کی شناخت پولیس اہلکاروں کے طور پر ہوئی، باقی 9 جعلی وردیاں پہن کر آئے تھے۔ 1986ء میں عاشورہ کے جلوسوں پر حملوں میں لاہور میں چار اور لیہ میں تین شیعہ قتل ہوئے۔ 23 مارچ 1987 کو قلعہ کچھمن سنگھ لاہور میں جمیعت اہل حدیث کے عالم مولنا حبیب الرحمٰن کو ایک بم دھماکہ کے ذریعے شہید کر دیا گیا۔[28] 24 جولائی 1987ء کو پاراچنار میں شیعہ آبادیوں پر افغان مجاہدین کا حملہ شیعوں کی بھرپور تیاری کی وجہ سے ناکام ہو گیا۔ 30 ستمبر کو ڈیرہ اسماعیل خان میں یوم عاشورہ کے روز انتظامیہ نے جلوس روکنے کی کوشش کی جس کے نتیجے میں 10 نہتے شیعہ شہید جبکہ ایک اندازے کے مطابق تقریباً 100 سے زائد زخمی ہوئے۔ اسی کی دہائی میں پاکستان بھر میں سات سو کے لگ بھگ شیعہ قتل ہوئے۔ جن میں سے 400 کے قریب لوگ 1988ء میں گلگت کی غیر مسلح شیعہ آبادیوں پر حملے کے نتیجے میں قتل ہوئے۔[29]

اسی دوران نفرت انگریز تحریروں اور تقریروں کا سیلاب آگیا۔ 1993ء میں لاہور میں سپاہ محمد کے نام سے ایک شیعہ تنظیم کا قیام ہوا جس نے سپاہ صحابہ کے حملوں کے جواب میں دیوبندی حضرات پر حملے کرنا شروع کیے۔ چنانچہ اگر کسی شیعہ مسجد پر حملہ ہوتا تو کچھ ہی دنوں میں کسی دیوبندی مسجد میں بے گناہ لوگ قتل کیے جاتے۔ حکومت نے صورتحال خطرناک ہوتے دیکھ کر دونوں تنظیموں کے گرد گھیرا تنگ کرنا چاہا تو مولانا ضیاء الرحمن فاروقی نے سپاہ صحابہ کے عسکری حصے کو لشکر جھنگوی کا نام دے کر لاتعلقی کا اعلان کر دیا۔ یہ ایسا فیصلہ تھا جیسا مجلس احرار کی طرف سے تنظیم اہلسنت قائم کی گئی۔ لشکر جھنگوی کے بانی مولانا ضیاء الرحمن فاروقی جنوری 1997ء میں سپاہ محمد کی طرف سے کئے گئے ایک بم دھماکے میں شہید ہوگئے۔ چونکہ یہ تنظیم سٹریٹیجک اثاثوں کے لیے نقصان دہ ثابت ہو رہی تھی لہٰذا لاہور پولیس نے آپریشن کر کے سپاہ محمد کا خاتمہ کر دیا۔ اسی عرصے میں سپاہ صحابہ کے متعدد افراد پولیس مقابلوں میں شہید ہوئے۔

نوے کی دہائی میں ہی کراچی میں سپاہ صحابہ اور جماعت اسلامی کی طرف سے بریلوی مساجد پر قبضے کے خلاف سنی تحریک کے نام سے ایک اور مزاحمتی گروہ اٹھ کھڑا ہوا۔ چنانچہ تکفیری علماء نے اب بریلویوں پر قاتلانہ حملے کرنے کا آغاز کر دیا۔ بریلویوں پر پہلا نمایاں حملہ 2001ء میں ہوا جب سنی تحریک کے بانی جناب سلیم قادری کو کراچی میں قتل کر دیا گیا۔ اسی دوران سپاہ صحابہ کی طرف سے دیگر مذاہب کے ماننے والوں پر بھی حملے شروع

ہوگئے۔ مثال کے طور پر اکتوبر 2001 میں سپاہ صحابہ کے چھ کارکنان نے بہاولپور میں سینٹ ڈومینک چرچ میں فائرنگ کرکے اٹھارہ مسیحیوں کو قتل کر دیا۔

اکیسویں صدی کا آغاز خود کش دھماکوں سے ہوا۔ 7 اکتوبر 2001ء کو امریکا نے افغان طالبان پر حملہ کر دیا۔ پاکستان کی حکومت نے پرائی جنگ اپنے سر لینے کے بجائے امریکا کو راستہ دینے کا فیصلہ کیا۔ مفتی نظام الدین شامزئی نے ملک گیر بغاوت پر اکساتے ہوئے فتویٰ جاری کیا۔ مفتی شامزئی سوات سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے فتویٰ کو قبائلی علاقہ جات میں بہت پذیرائی ملی۔ آج بھی یہی فتویٰ تحریک طالبان پاکستان کی طرف سے پاکستان مخالف جنگ کے شرعی جواز کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ افغان طالبان چند دنوں میں امریکا کے حملوں کی وجہ سے بہت سے طالبان اور القاعدہ کے جنگجو برقعے پہن کر پاکستانی علاقوں میں آگئے۔ امریکا نے پاکستان سے مطالبہ کیا کہ یا تو القاعدہ کے ان فراری ارکان کو خود گرفتار کرکے امریکا کے حوالے کرے یا امریکی مداخلت کا انتظار کرے۔ 2004ء میں افواج پاکستان نے قبائلی علاقہ جات میں ان فراری طالبان کی گرفتار کے لیے آپریشن شروع کیا تو پاکستان بھر کے علماء کی طرف سے فتاویٰ اور احتجاج کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ ادھر 2002ء کے الیکشن میں خیبر پختون خواہ کی صوبائی حکومت اور کراچی کی شہری حکومت متحدہ مجلس عمل نامی مذہبی جماعتوں کے اتحاد کے ہاتھ میں آگئی تھی۔ ان حکومتوں نے سرکاری نوکریاں ان افراد کو دیں جو دہشت گردی کی کاروائیوں میں طالبان کے سہولت کار بنے۔ متحدہ مجلس عمل میں شیعہ علماء بھی شریک کیے گئے تھے۔ دیوبندی اسلام کی نفاذ کی ہر لہر کی طرح یہ لہر بھی شیعہ آبادی کے لیے ظلم کی سیاہ رات ثابت ہوئی۔ مولانا زاہد الراشدی ان الفاظ میں کرتے ہیں:۔

"یہ دراصل سیکولر حلقوں کے اس اعتراض یا الزام کا عملی جواب ہے کہ پاکستان کے اسلامی تشخص، ملک میں اسلام اور شریعت کی حکمرانی کے بارے میں ملک کے مذہبی مکاتب فکر پوری طرح متفق اور پاکستان میں نفاذ اسلام فرقہ وارانہ مسئلہ نہیں بلکہ متفقہ قومی مسئلہ ہے۔ ایک موقع پر بعض دوستوں نے یہ سوال کیا کہ ہمارے والد محترم امام اہل سنت حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کا موقف اور طرزِ عمل کیا تھا۔ خصوصاً اس پس منظر میں کہ انہوں نے اثناء عشری اہل تشیع کی تکفیر پر "ارشاد الشیعہ" کے نام سے بھی کتاب لکھی ہے، میں نے گزارش کی کہ انہوں نے "ارشاد الشیعہ" تصنیف فرمائی اور اس میں انہوں نے جو موقف اختیار کیا ہے وہ صرف ان کا

موقف نہیں بلکہ یہ تو اہل سنت کا موقف ہے اور خود ہمارا موقف بھی اثنا عشری اہل تشیع کی حد تک یہی ہے، لیکن اس کے باوجود وہ ان تمام تحریکات کا حصہ رہے ہیں۔[30]

اس دوران پاکستان میں شیعوں اور بریلویوں پر حملوں کی خونریزی میں نیا اضافہ خود کش حملوں کی شکل میں دیکھنے میں آیا۔ 11 اپریل 2006ء کو نشتر پارک میں دھماکہ کرکے سنی تحریک کے قائدین سمیت 47 لوگ شہید کردیئے گئے۔ 12 جون 2009ء کو لاہور میں مفتی سرفراز نعیمی کو خود کش بمبار کی مدد سے شہید کردیا گیا۔ 2007ء میں پاراچنار پر طالبان کا حملہ مقامی آبادی کی بھرپور تیاری کی وجہ سے ناکام ہوا جس کے بعد پانچ سال کے لیے پاراچنار تک اشیائے خوردونوش وادویات کی ترسیل سے راستے بند رہے۔

پاکستان میں فرقہ واریت کی وجوہات:

پاکستان میں فرقہ واریت کی کچھ سیاسی اور انتظامی خامیاں اور کوتاہیاں بھی ہیں۔ جس کی وجہ سے فرقہ واریت اس ملک سے ختم ہونے کے بجائے مزید مستحکم ہوگئی۔ پاکستان کو آزادی کے آغاز سے ہی کئی مسائل اور بحرانوں کا سامنا ہے۔ صحت یاب ہونے کی کوشش کرنے کی بجائے، وہ اپنی اداسی میں ڈوب جاتے ہیں اور اس طرح، زیادہ ناکامی کا سامنا کرتے ہیں۔ کیونکہ ملک کو چلانے کے لیے ایک کمزور اور سمت سے محروم ریاستی نظام اپنایا گیا۔ ملک کے اندر بہت سے وسائل کو خود انحصاری کی بنیاد بنانے کی بجائے امداد، قرضوں اور نقد بحران کا رویہ اپنایا گیا۔ ملک میں بار بار آمریت نے عوام کا اعتماد توڑ دیا اور پوری قوم کو تقسیم کردیا۔ بین الاقوامی طاقتوں نے پاکستان کی جمہوری حکومتوں کو ہراساں کیا اور آمروں کی سرپرستی کی۔

پاکستان کے عوام کو درپیش بنیادی مسائل اور بحرانوں میں غربت، جہالت، طبقاتی نظام تعلیم، کرپشن، سیاسی عدم استحکام، غیر ملکی مداخلت، دہشت گردانہ تخریب کاری، مذہبی انتہاپسندی، آبادی کو وسائل کی غیر منصفانہ تقسیم، مہنگائی، بے روزگاری شامل ہیں۔ اور توانائی کا بحران سرفہرست ہے۔ حکمران طبقات ان مسائل کو حل کرنے اور اپنی ناکامی پر پردہ ڈالنے، ریاستی نظام، عوام کو تقسیم کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اور وہ حکمرانی کو برقرار رکھنے کے فارمولے پر عمل پیرا ہیں، جو معاشرے میں مذہبی، طبقاتی، لسانی اور علاقائی تقسیم پیدا کررہا ہے۔

سیاسی فرقہ واریت، لسانی فرقہ واریت، قومی فرقہ واریت، مذہبی فرقہ واریت، اور فرقہ وارانہ فرقہ واریت، یعنی ہر قسم اور جنس کے لوگ الگ الگ گروہ بندی کرکے اپنے اپنے مفادات رکھتے ہیں۔ ان میں سے

سب سے خطرناک فرقہ واریت کی پہلی چار اقسام ہیں کیونکہ صنفی فرقہ واریت کے نتیجے میں ان کے گروہی مفادات کی خاطر اور مذہبی فرقہ واریت کے نتیجے میں زیادہ سے زیادہ احتجاج، ہڑتالیں، ریلیاں ہوں گی۔ ریلیاں، جلوس، ہڑتالیں، علیحدہ مساجد اور مدارس ایک دوسرے کے خلاف ریلیاں بن جائیں گے، لیکن فرقہ واریت کے پہلے چار دور اتنے خطرناک ہیں کہ وہ ممالک کے نقشے اور ممالک کا جغرافیہ بدل دیتے ہیں۔

پاکستان کا جغرافیہ پہلے سے مغربی پاکستان کی طرح بدل گیا ہے لیکن اب یہ پورا پاکستان بن چکا ہے جبکہ مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا ہے جس میں ہزاروں مسلمان بغیر کسی شک کے شہید ہوئے۔ پاکستانی قوم کو ذلیل ورسوا کیا اور شرم سے سر جھکا لیا۔ قائداعظم محمد علی جناح لیاقت علی خان جیسے عظیم لوگ سیاسی فرقہ واریت کا شکار ہو چکے ہیں۔ جو اپنی بے گناہی کے باوجود ظلم کی چکی میں قید اور کچلے جاتے ہیں اور اپنے سیاسی دشمنوں سے بدلہ لینے کے لیے کتنے جھوٹے ڈرامے اور جھوٹی کہانیاں بنائی جاتی ہیں لیکن حکومت اس خطرناک فرقہ واریت کو ختم کرنے کے لیے کام کر رہی ہے۔ وسائل استعمال نہیں کرتا۔ مذہبی فرقہ واریت واحد چیز نہیں ہے جس کی مذمت کی جائے۔ وہ اسے ختم کرنے کے پروگرام دیکھتے ہیں۔ وہ دیکھتے ہیں کہ تمام برائیاں اس کے گرد گھوم رہی ہیں۔ کیا انہیں فرقہ واریت کی انتہائی گھناؤنی اور خطرناک شکلوں کے مہلک نتائج کو بھی دیکھنا چاہیے۔

پاکستان کے شیعہ اور سنی فرقوں کے مابین عدم برداشت، دل دہلا دینے والے لٹریچر کی اشاعت، غیر ذمہ دارانہ تقاریر، توہین اور ایک دوسرے کی تضحیک انتہا پسندی اور لاقانونیت کی وجہ سے ہے۔

خلاصہ

قرآن وحدیث سے سے فرقہ واریت کی ممانعت کا جائزہ لیا گیا جس ظاہر ہوتا اسلام نے ذمیوں کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے حقوق کا بھی احترام کیا ہے۔ انہیں امن وامان سے رہنے کی اجازت دینا، صرف اس لیے کہ وہ بھی شہری ہیں، شہری ہونے کے ناطے ان کے حقوق کا ہر طرح سے احترام کیا۔ فرقہ واریت پر قابو پانے کے حوالے سے حکومت پاکستان کی کاوشیں بھی قابل ستائش ہیں۔ قیام پاکستان سے لے کر آج تک جتنا بھی فرقہ وارانہ فسادات ہوئے ان پر کافی حد تک قابو پا لیا گیا ہے۔ آج ہمیں اپنے اختلافات بھلا کر اسلام دشمن قوتوں کے خلاف متحد ہونے اور اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈے کا جواب دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں اس واضح حقیقت

کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ اسلام اور ملک پاکستان کی بقااور اس کا عروج فرقہ واریت اور گروہی اختلافات میں نہیں بلکہ باہمی اتحاد اور یکجہتی میں ہے۔

فرقہ واریت سے نجات کے لیے تجاویز

- رواداری، بھائی چارے اور اتحاد کو فروغ دیا جائے اور تمام اختلافات کو ختم کیا جائے۔
- ایک قومی سطح کی سپریم کونسل ہو جو تمام مکاتب فکر کی نمائندگی کرنے والے علماء پر مشتمل ہو۔
- ہنگامی تنازعات کے حل کے لیے حکومتی سطح پر ایک مستقل مصالحتی کمیشن قائم کیا جائے۔
- نفرت انگیز تقاریر اور پر تشدد کاروائیوں پر اکسانے والے علماء کے خلاف قوانین بنا کر ان کو فرقہ واریت سے باز رکھا جائے۔
- نصاب میں شامل ایسی کتب جو فرقہ ورانہ تشدد یا فرقہ واریت کو ہوا دیتی ہیں ان کو نصاب سے خارج کر دیا جائے۔
- ایسی تنظیمیں جو فرقہ واریت اور پر تشدد واقعات میں ملوث ہوں ان پر پابندی لگا دی جائے۔
- جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے عوام میں فرقہ واریت کے خاتمے کا شعور اجاگر کیا جائے۔
- غیر ملکی مداخلت روکنے کے لئے سفارتی سطح پر کوشش کی جانی چاہیے۔
- وزارت مذہبی امور اسلامیات کا ایسا مشترکہ نصاب تیار کرے جو شیعہ اور سنی دونوں فرقوں کے لیے قابل قبول ہو۔
- ایسے خطبات تیار کروائے جانے چاہئیں جو جمعہ اور عیدین کی نمازوں پر مقررین اور خطیبوں کی زبان سے فرقہ واریت کے خاتمے میں معاون ثابت ہوں۔
- عیدین اور جمعہ وغیرہ کے مواقعوں پر خطبات کی باقاعدہ نگرانی کی جائے۔
- فرقہ وارانہ تقریر اور تحریر کی صورت میں انصاف کے تقاضوں کے مطابق سزا دینی چاہیے۔
- قابل اعتراض مجالس و تقاریر اور کارروائیوں کی ہرگز اجازت نہیں ہونی چاہیے ۔

حوالہ جات

1- Isfahani, Raghib, Imam, Mufridat ul Quran, Ahle Hadith Academy Kashmiri Bazaar Lahore, p. 793

2- Wahiduddin Kiranvi, Al-Qamos Al-Istalahi, (Karachi Dar Al-Ishaat Urdu Bazaar), p. 351

3- Qasim Mahmood, Syed, Islami Encyclopedia, Shahkar Book Foundation Karachi, p. 1156

4- Al-Imran, 3: 103
5- Tabari, Abu Ja'far Muhammad ibn Jarir ibn Yazid (224-310 AH / 839-923 AD).
6- Al Anfal, 8:46
7- Ghazi, Mahmood Ahmed, Dr. Muhazirat-e-Fiqh, P.120, Matbuah Al-Faisal Nashran wa Tajran Kutab, Lahore, 2010
8- Abu Dawud, Sulayman ibn Ash'ath Subhastani (202-275 AH / 817-889 AH). Al-Sunnan, Beirut, Lebanon: Dar al-Fikr, 1414 AH / 1994, Hadith number: 1
9- Abu Dawud, Sunan, Hadith number: 1
10- Suyuti, Jalal al-Din Abu al-Fadl 'Abd al-Rahman ibn Abi Bakr ibn Muhammad ibn Abi Bakr ibn' Uthman (849-911 AH / 1445-1505 AH), Jami 'al-Ahadith, Beirut, Lebanon: Dar al-Ma'rifah, No. 5
11- Ali Al-Muttaqi, Allauddin. Kunz-ul-Amal, Printing, Encyclopedia of System, Hyderabad, 4 AH, Hadith No. 2
12- Ibn-e-Hummam, Kamal al-Din ibn Muhammad ibn Abdul Wahid (d. 681 AH) Fateh al-Qadir. Quetta, Pakistan: Maktab-e-Rashidia, vol. 1, p.
13- Aloosi, Mahmud bin Abdullah Husseini (1217-1270 AH / 1802-1854). Ruh al-Ma'ani in Tafsir al-Qur'an al-Azeem wa'l-Sab'a al-Muthani, Lebanon Dar Ahya al-Tarath al-Arabi
14- Muslim, Abu Al-Hussein Ibn Al-Hajjaj Ibn Muslim Ibn Ward Qashiri Nishapuri (206-226 AH / 821-875 AD). Al-Sahih. Beirut, Lebanon: Dar Al-Ahya Al-Tarath Al-Arabi, Hadith Number: 1000
15- Imam Muslim, Sahih, Hadith No. 430
16- Abu Dawud, Sunan, Hadith No. 2628
17- Abu Dawud, Sunan, Hadith No. 4597
18- Imam Muslim,Al Sahih, Hadith No. 2408
19- Al-Shura, 42:13, 14
20- Al-Imran, 3: 105
21- Andreas Rieck, “The Sias of Pakistan: As assertive and beleaguered minority,” Oxford University Press, (2015)
22 http://www.thefridaytimes.com/tft/shiaphobia/
23 Ibid
24- Andreas Rieck, “The Sias of Pakistan: As assertive and beleaguered minority,” Oxford University Press, (2015)
25 - http://www.shaheedfoundation.org/tragic.asp?Id=13
26 - Muhammad Ayub Khan, “Diaries o Field Marshal Muhammad Ayub Khan, 9 July 1967 and 11 July 1967, Oxford University Press, (2008)
27- http://www.thefridaytimes.com/tft/shiaphobia/
28- Aqil Mukhtar, Sindh Card, Shibbal Publication, Karachi, 1990, P. 68
29- http://lubpak.net/archives/132675
30- Maulana Zahid Al-Rashidi, “Involvement of Shiites in National and National Movements”, Monthly Sharia Gujranwala, March 2011